MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

مرثیہ

شیرِ خدا کے وصف کہاں تک رقم کروں
کاغذ بجائے تختۂ گردوں بہم کروں
شمہ نہ ہو جو سارے نیستاں قلم کروں
دریا اگرچہ سارے سیاہی سے ضم کروں
لکھنے کو بیٹھیں حور و ملک انس و جن تلک
عشرِ عشیر ہو نہ قیامت کے دن تلک

۲
ہوتا ہے طبع کو جو کسی طرح کا ملال
ہے مرتضیٰ علیؑ ولی سا کفیل حال
اس وقت اپنے دل میں یہ کرتے ہیں ہم خیال
واللہ دل کو ہوتی ہے اس دم خوشی کمال
لیتا ہوں جب میں نامِ شہِ انس و جان کو
تنو تنو طرح کی ملتی ہے لذت زبان کو

۳
دیکھو تو نام پاک کی تم خوبصورتی
زوجہ ملی تو فاطمہ سی دخترِ نبیؐ
شیرِ خدا امیرِ عرب مرتضیٰ علیؑ
بیٹے حسنؑ حسینؑ سے جن پر فدا ہے جی
حیدرؑ سے لاکھ طرح کی مشکل کشائی ہے
اس نام میں بھری ہوئی مشکل کشائی ہے

۴
اس نام کے سبب سے بروزِ امید و بیم
ہے جس کا دل علیؑ کی محبت میں مستقیم
وا ہو گا عاصیوں پہ درِ جنت النعیم
اُس پر حرام ہے شررِ آتشِ جحیم
اسلوبِ نیک کون سا ہے اپنی بات کا
اک بس یہی تو ہے گا وسیلہ نجات کا

۵
جب روزِ بازپرس کا ہوئے گا جاں گداز
خدمت سے مرتضیٰؑ کی نہیں ہے جنھیں نیاز
بعضوں کی مغفرت پہ کریں گے گناہ، ناز
کچھ فائدہ نہ دیں گے انھیں روزہ و نماز
ہیں جن کے پاؤں حُبِّ علیؑ کی بنا پر
ثابت قدم رہیں گے انھیں کے صراط پر

۶
بعضے پلِ صراط سے جاویں گے یوں گذر
بعضے ردائے فاطمہ زہراؑ کو تھام کر
بجلی سے جست کر کے نکل جائے جوں شرر
کہتے ہوئے علیؑ ولی جائیں گے اُدھر
آگے تو مرتضیٰؑ کا تصرف تمام ہے
ادنیٰ غلام کے لئے اعلیٰ مقام ہے

۷
کیسا خدا پرست تھا مولا مرا سخی
سائل کی پر نہ دیکھ سکا وہ گرسنگی
نیت سہ روز روزے پہ روزے کی اس نے کی
کھائی نہ سیر ہو کے غرض نانِ جو کبھی
یکتا تھا وہ عبادتِ ربِ ودود میں
گذری تمام عمر رکوع و سجود میں

۸
ہجرت زمینِ کعبہ سے جب مصطفیٰؐ نے کی
فیصل لڑائی بدر کی شیرِ خدا نے کی
اُس روز مصطفیٰؐ کی مدد مرتضیٰؑ نے کی
جنگِ اُحد بھی فتح اسی مقتدا نے کی
واللہ اُس سے زورِ عیاں لاتعد ہوا
قتل اس کے ہاتھ سے عمرِ عبدِ وُد ہوا

۹
خیبر میں مصطفیٰؐ ہوئے جب گرمِ کارزار
تب آگیا جلال میں محبوبِ کردگار
پیہم سہ روز جنگ سے سب نے کیا فرار
فرمایا تمام کو یہ پیمبرؐ نے یوں پکار
بھیجوں گا کل اسے جو مرادِ دستدار ہے
کرار ہے وہ شخص جو غیر فرار ہے

۱۰
ہے طرفہ تر تو یہ جو گریزاں ہوئے تھے واں
لیکن ستارۂ سحری جب ہوا عیاں
اِس مرتبہ کا ان کو تھا بس آپ پر گماں
سلمان فارسی سے نبیؐ نے کہا کہ ہاں
لاؤ بنا کنندۂ ارکانِ دین کو
لاؤ علیؑ کو لاؤ مرے جانشین کو

۱۱
سلمان آئے پاس علیؑ کے بصد شتاب
تم کو بلاتے ہیں گے رسولِ فلک جناب
بولے کہ یا ابا لحسن و یا ابا تُراب!
وا ہوگا آج قلعۂ خیبر کا تم سے باب
روشن ہوا جو انہیں یہ امامِ مبین پر
رو کر سرِ نیاز جھکایا زمین پر

۱۲
آنکھیں رمد سے گو کہ نہ کھلتی تھیں موناں
آغوش میں نبیؐ نے لیا آ کے شکلِ جاں
سلماں کے دوش پر ہوئے ہاتھوں کو رکھ رواں
مانندِ میل، چشمِ علیؑ میں جو کی زباں
اِک آن میں رمد کا خلل دور ہوگیا
پُر نور اور دیدۂ پُر نور ہوگیا

۱۳
تب یوں کہا نبیؐ نے علیؑ سے کہ یا اخی
ہو مستعد بہ جنگ کہ ہے حکمِ ایزدی
بولے علیؑ کہ تم پہ فدا جان ہے مری
اس بندۂ ضعیف کو عزت تمھیں نے دی
خیبر جو فتح ہو یہ کہاں مجھ میں حال ہے
یا مصطفیٰؐ فقط کرمِ ذوالجلال ہے

۱۴
سر پر علیؑ کے خود محمدؐ نے خود رکھا
پہنائی اپنے ہاتھ سے پھر آپ نے قبا
آہن کا خود قبۂ پُر نور ہوگیا
مطلب زرہ بنانے کا داؤد کے کھلا
کہتی تھی یوں زرہ تنِ پاکِ امام میں
گویا لیا ہے میں نے شجاعت کو دام میں

۱۵
بولی قضا زرہ کی طرف دیکھ کر
لی دوش پر سپر تو کہا سب نے یک دگر
گردوں سے سلسلہ میں یہ پابند ہے ظفر
سایہ خدا کے لطف کا ہے اس کے دوش پر
عکسِ سپر بدن میں بدن کا سپر میں تھا
تھی وہ سپر کہ جرمِ نمایاں قمر میں تھا

۱۶
پھر کی حمائل اس نے وہ شمشیرِ آبدار
ہفتاد ہاتھ، کھینچتے ہی بڑھتی تھی ذوالفقار
جوہر دغا میں برق کی صورت تھی بے قرار
جوہر بیاں کروں گا میں ہنگامِ کارزار
کہتے ہیں وقتِ رزم نکلتی تھی جیب سے
پیدائش اس حسام کی تھی نصفِ سیب سے

۱۷
آراستہ ہوا جو امامِ نکو سِیَر
چمکا نشاں نبیؐ کا تو سورج نے چرخ پر
بوسہ دیا رسولِ خدا نے جبیں پر
پنجہ لیا خطوطِ شعاعی کا منہ پہ دھر
پھر فتح یاب کیوں نہ ہو وہ کائنات سے
باندھے رسولؐ جس کی کمر اپنے ہاتھ سے

۱۸
حیدرؑ سے پھر رسولِ خدا نے کیا خطاب
دُلدل کو لے کے آیا جو قنبر بصد شتاب
روشن قدم سے اپنے کو زین کی رکاب
اک جست میں سوار ہوا ابنِ بوتراب
گھوڑے پہ جب سوار کیا اس جناب کو
محبوبِ ذوالجلال نے تھاما رکاب کو

۱۹
دُلدُل کی جست و خیز کا اب کیا کہوں میں رنگ
گر اس کا کھینچتا کوئی نقشہ بروئے سنگ
وہ جانتا تھا عرصۂ کون و مکاں کو تنگ
اُڑتا ہوا یہ سنگ بھی جوں کاغذِ پتنگ
گھوڑا نہ تھا وہ قدرتِ پروردگار تھا
اس پر سوارِ فخرِ نبوت سوار تھا

۲۰
تسلیم کر نبیؐ کو علیؑ یوں چلے وہاں
منھ اپنا مصطفٰےؐ نے کیا سوئے آسماں
جس طرح سے جدا کہیں ہو جائیں جسم و جاں
عارض پہ اشک ہونے لگے متصل رواں
دے کر علیؑ کو حفظ میں پروردگار کے
کرنے لگے دعائیں عمامہ اُتار کے

۲۱
بندہ ترا ہے جو یہ علیؑ بازوئے رسولؐ
تیری کنیزِ خاص جو مشہور ہے بتولؑ
یارب ہلاکت اس کی تو مت کیجیو قبول
شوہر کے غم سے ہو نہ کہیں اس کا دل ملول
یارب مری دعا سے اسے زندہ کیجیو
بیٹی کے منھ سے مجھ کو نہ شرمندہ کیجیو

۲۲
واں تو دعا یہ کرتے تھے سالارِ مرسلیں
گاڑا پہاڑ پر علمِ مصطفٰےؐ جونہیں
یاں آن پہونچے متصلِ قلعہ شاہِ دیں
افلاک تھرتھرا گئے اور کانپ اٹھی زمیں
تھا زور اس قدر شہِ عالی شکوہ میں
پائے نشان ڈوب گیا بطنِ کوہ میں

۲۳
دیکھا نگاہ بانوں نے جس دم یہ ماجرا
سن کر تب اس لعین نے حارث سے یہ کہا
مرحب کو مژدہ از سرِ نو مرگ کا دیا
تنہا یہ کون آیا ہے سر اس کا جلد لا
باہر نکل کے وہ جوں ہی آیا حصار سے
حیدر نے دو کیا اسے اک ذوالفقار سے

۲۴
مرحب نے اس گھڑی کیا سامان رزم گاہ
کاندھے پہ پھر سپر بھی لگائی بہ اشک و آہ
نقّارۂ کلاں پہ رکھی آہنی کلاہ
ہووے دراز ہجر کی جیسے شبِ سیاہ
ملعون نے زرہ پہ زرہ جب درست کی
زنجیرِ آہنی سے کمر اپنی چست کی

۲۵
کاندھے پہ یوں کماں نظر آتی بار بار
پھر دستِ نحس میں لیا نیزہ وہ ایک بار
ہے آسمانِ کفر پہ اک قوس آشکار
جو خیمۂ فلک کا ہوا چوب استوار
لٹکائی پھر کمر میں وہ تیغ اس شکوہ سے
دریا اُتر کے آتا ہے جس طرح کوہ سے

۲۶
چالاک و چست ہو کے ہوا وہ لعیں سوار
بھائی کی لاش دیکھ بہ میدانِ کارزار
تب ہو گئے جلو میں یہودی کئی ہزار
طیش و غضب سے ہو گیا معمور ایک بار
پہلے تو کچھ بیان حسب اور نسب ہوا
پھر معرکہ میں آ کے مبارز طلب ہوا

۲۷
گھوڑے کو تب علیؑ نے پھرا کے کہا کہ ہاں
آیا سپر عدو پہ اجل کی طرح رواں
بھاری کیا رکاب کو کر دی سبک عناں
مرحب نے پھر نیام سے لی تیغ ناگہاں
اُٹھا خدا کے ہاتھ نے جب آستین کو
گہوارے کی طرح سے ہوئی جنبش زمین کو!

۲۸
مرحب ہوا علیؑ ولی پر جو حملہ ور
تیغ اس لعیں کی ہو گئی لیکن یہ کارگر
حضرت نے اپنے فرقِ مبارک پہ لی سپر
کاٹا سپر کو شاہ ولایت کے ہاتھ پر
اب تک جو زلزلہ سے زمیں کانپ جاتی ہے
گاوِ زمیں کو ضرب وہی یاد آتی ہے

۲۹
بازوئے مصطفیٰ کو غرض آ گیا جلال
اس غیظ سے کھڑے ہوئے سارے بدن کے بال
منھ ہو گیا جلالِ جہاں آفریں کا لال
لی ذوالفقار شاہِ ولایت نے پھر سنبھال
انسان کیا جنوں کو پڑی اپنی جان کی
کونین میں پکار ہوئی الاماں کی

۳۰
آئی صدا یہ عرش سے اس وقت ناگہاں
تھامو علی کے ہاتھ کو جلدی فرشتگاں
میکال و جبرئیل و سرافیل کو کہاں
عرصہ کیا تو عالمِ ایجاد پھر کہاں
اب ہاتھ جان لو مرا حیدرؑ کے ہاتھ کو
کافی ہے ایک ضرب مری کائنات کو

۳۱
بس جنبشِ پلک پہ ملک تھے زمین پر
تھامی کلائی ان کی سرافیل نے ادھر
میکال تو لپٹ گئے شانوں سے آن کر
ڈھانپے جنوں کی قوم کے روح الامیں نے پر
یاں تیغ جا چکی تھی سپرِ نابکار پر
جوں صاعقہ تڑپ کے گری کوہسار پر

۳۲
پہنچی جو خود پر تو کیا تا کمر دوتا
کاٹا جو زین کو تو کیا قصد تنگ کا
پر ذوالفقار کی نہ تسلی ہوئی ذرا
در آئی پھر زمیں میں نہ کی دیر مطلقا
جب تک کہ ذوالفقار نے کاٹے نہ تین پر
ہرگز نہ دم لیا پرِ روح الامین پر

۳۳
پھر اُس گھڑی تو کہنے لگا ربِ کردگار
اس دم کہا تمام فرشتوں نے یوں پکار
شاباش مرحبا تجھے اے عبدِ جاں نثار
یہ چشم زخم سے رہے محفوظ و برقرار
عیسیٰ نے یوں کہا کہ اسے کیا گزند ہے
برجِ شرف ہے آفتاب ہر اختر بلند ہے

۳۴
مرحب کے ساتھیوں پہ ہوئے شاہ حملہ ور
اور سب نے پل کے تختۂ پل کو کیا اُدھر
پھر بھاگ کر گئے پلِ خندق سے وہ گزر
ہو کر پیادہ پا گئے حیدر بھی جست کر
مرحب پہ کچھ تمام نہ ساری لڑائی تھی
ان کے تو دھیان میں درِ خیبر کشائی تھی

۳۵
جب سیکڑوں یہودی ہوئے مستعد بہ جنگ
اوپر سے عورتیں بھی گراتی تھیں خشت و سنگ
شیرِ خدا پہ چلنے لگے نیزہ و خدنگ
آمد تھی سارے حربوں کی جوں شمع پر پتنگ
جس دم سپر گری بشریت میں شاہ سے
اک روسیاہ لے گیا بچ کر نگاہ سے

۳۶
حیدر کے ہاتھ میں نہ رہی جب سپر کی آڑ
دو انگلیوں میں لے لیا تب آہنی کواڑ
حضرت نے پاؤں اپنے رکاب زمیں میں گاڑ
جس سے نہ تھا زمیں پہ کلاں تر کوئی پہاڑ
ہرگز بشر کا کام بجز مرتضیٰ نہ تھا
گو وہ خدا نہ تھا پہ خدا سے جدا نہ تھا

۳۷
یارو سنا یہ مرتبۂ شاہ ذوالفقار
یہ لوگ ہیں خلاصۂ ایجادِ کردگار
کیا کیا خدا کی رہ میں کیا زُور آشکار
لیکن خدا کے واسطے سوچو آل کار
مسجد میں کس طرح سے عبادت دکھائی ہے
سجدے میں روزہ دار نے تلوار کھائی ہے

۳۸
آئی مہِ صیام کی انیسویں جو شب
وہ لائیں نانِ جو نمک و شیر اور رطب
کلثومؑ سے طعام علیؑ نے کیا طلب
بیٹی سے تب علی نے کہا از رہِ غضب
کیا چاہتی ہو تم کہ علیؑ پر عتاب ہو
محشر میں میرے واسطے طول حساب ہو

۳۹
جس دن سے سوئے خلد سدھارے ہیں مصطفا
کلثومؑ نے لیا رطب و شیر کو اُٹھا
دو نعمتیں کبھی نہیں کھائی ہیں ایک جا
حضرت نے تین لقموں پہ بس اکتفا کیا
رو ئیں جو بیٹیاں تو کہا یہ زبان سے
ہے آرزو سبک میں اٹھوں اس جہان سے

۴۰
افطار کر کے روزے کو مولائے روزہ دار
پھر تھا تمام رات عجب ان کو اضطرار
اٹھے نماز شب کے لئے شاہ ذوالفقار
انگنائی میں علیؑ نکل آتے تھے بار بار
دل سوئے حق تھا آنکھ سوئے آسمان تھی
تھی سامنے اجل کہ شبِ امتحان تھی

۴۱
کہتے تھے اپنی ریش مبارک کو وہ جناب
ہووے گا صبح خون کا اس کے لئے خضاب
جاتا رہا تھا زینبؑ و کلثومؑ کا بھی خواب
تھا مرتضیٰ علی سے ہوا ان کو اضطراب
مایوس گفتگو سے جو مایوس ہوتی تھیں
باہیں گلے میں ڈال کے بابا کے روتی تھیں

۴۲
لے کر بلائیں دونوں یہ کہتی تھیں بابا جان
کیوں فال بد نکالتے ہیں آپ ہر زمان
کیوں نیند آپ کو نہیں آتی ہے ایک آن
کیوں بار بار دیکھتے ہیں سوئے آسمان
ہے زندگی ہماری جو جینے سے آپ کے
ہم دونوں بیٹیاں ہوں جدا ایسے باپ سے

۴۳
حضرت نے بیٹیوں کو گلے سے لگا لیا
اب وقت عنقریب ہے کوسِ رحیل کا
ہاتھوں کو چوم زینبؑ و کلثومؑ سے کہا
کچھ اس مقام میں نہیں چارہ بجز خدا
وارث تمہارا اب حسنؑ خستہ جان ہے
بس کل کے روز اور علیؑ میہمان ہے

۴۴
القصہ تھی ابھی وہ شبِ قتل نا تمام
دامن امام کا لیا مرغابیوں نے تھام
پیشِ سحر رواں ہوا مسجد میں وہ امام
اُن کو ہٹا دیا تو علیؑ نے کیا کلام
اے بیبیو درشت نہو جانور ہیں یہ
دامن سے مت چھڑاؤ مرے نوحہ گر ہیں یہ

۴۵
کہہ یہ سخن کیا در دولت سرا کو وا
اُس کا بھی کچھ ہوا نہ خیال اُن کو مطلقا
حلقے سے در کے واں بھی کمر بند اُلجھ گیا
بہنوں نے تب حسینؑ و حسنؑ سے یہ جا کہا
اے بھائی خواب ناز سے سر کو اٹھاؤ تم
بابا اکیلے جاتے ہیں ساتھ اُن کے جاؤ تم

۴۶
دونوں علیؑ کے لاڈلے دوڑے برہنہ پا
واللہ تم نہ ہو گے مرے مانعِ قضا
پہونچے علیؑ تلک تو علیؑ نے انھیں کہا
پھر جاؤ تم کو ہے قسمِ روحِ مصطفےٰ
ہشیار کر دیا انھیں حکمِ الٰہ سے
پھیرا حسنؑ حسینؑ کو اثنائے راہ سے

۴۷
مسجد میں آن کر کہی مولا نے تب اذاں
اس نے جگایا بیٹے کو ملجم کے موناں
قطامہ نے سنی غرض آواز ناگہاں
مسجد میں آ کے لیٹا وہ مانندِ خفتگاں
فرصت اذاں سے جب ہوئی شاہِ حجاز کو
محراب میں ادا لگے کرنے نماز کو

۴۸
اس وقت ابنِ ملجم ملعون بھی اُٹھا
سر مرتضیٰؑ کا سجدۂ اوّل میں جب جھکا
لگ کر ستون سے مسجدِ کوفہ میں چھپ رہا
اس نے لگائی تیغ پہ حاصل نہ کچھ ہوا
پر دیکھیو خدا سے علیؑ کے نیاز کو
ہرگز نہ روزہ دار نے توڑا نماز کو

۴۹
لیکن جھکا جو دوسرے سجدے میں ان کا سر
زخمی تھا ضربتِ عمرو عبدِ وُد سے سر
اس وقت اس لعیں کی ہوئی تیغ کارگر
یہ زخمِ جاں ستاں بھی لگا اُس مقام پر
خوں سر کا تا بہ ریشِ مبارک رواں ہوا
ابرو تلک شگافِ جبیں کا عیاں ہوا

۵۰
اس وقت آسماں پہ پکارے یہ جبرئیل
زخمی ہوا ہے آج سرِ سیدِ جلیل
زوجِ بتولؑ راہِ خدا میں ہوا قتیل
کوئی رہا نہ شبرؑ و شبیرؑ کا کفیل
شیرِ خدا نے فرق پہ تلوار کھائی ہے
استاد میرا قتل ہوا ہے دہائی ہے

۵۱
تھا گھر میں آہ زینبؑ و کلثومؑ کا یہ حال
آئی صدا یہ کان میں جب ان کے غم مآل
تسبیح ان کے ہاتھ میں تھی اور کھلے تھے بال
آ کر کہا حسینؑ و حسنؑ سے بصد ملال
گُل کر دیا چراغِ زمین و زمان کو
بھائی کسی نے قتل کیا بابا جان کو

۵۲
دوڑے حسنؑ حسینؑ وہاں سے برہنہ سر
دیکھا جنابِ والدِ ماجد کو خوں میں تر
داخل ہوئے جو مسجدِ کوفہ میں آن کر
چلّا کے ہائے بابا گرے وہ زمین پر
آنکھوں سے اشک دونوں کے پیہم نکلتے تھے
چہرے پہ خون باپ کا لے لے کے ملتے تھے

۵۳
آنکھوں کو کھول شاہِ ولایت نے یہ کہا
جی بھر کے بیٹیوں کو تو میں دیکھ لوں ذرا
پہونچاؤ مجھکو زینبؑ و کلثومؑ تک ذرا
حضرت کو اک گلیم کے اندر لٹا دیا
گھر کو روانہ واں سے بہ رنج و محن ہوئے
پر حیف ہے یتیم حسینؑ و حسنؑ ہوئے

۵۴
لائے علیؑ کو جب درِ دولت سرا کے پاس
اس دم کہا حسینؑ و حسنؑ نے بہ حالِ یاس
دوڑیں جنابِ زینبؑ و کلثومؑ بے حواس
اے مومنو ضرور ہے آلِ نبی کا پاس
زہرا کی بیٹیاں بھی قریبِ در آئی ہیں
رکھو علیؑ کی بیٹیاں کھولے سر آئی ہیں!

۵۵
بابا کو لائیں زینبؑ و کلثومؑ جب اُٹھا / حجرے میں اس جناب کو لا کر لٹا دیا
اصحاب جا کے لائے جو جرّاح کو بُلا / نمان نے دیکھا زخمِ سرِ شاہ لافتا
بولا وہ سر سے پھینک عمامہ دُہائی ہے / ہے ہے یہ تیغ زہر کے اندر بجھائی ہے

۵۶
واللہ یہ حدیث میں لکھا ہے مومناں / اس زخم سے ہوا تھا لہو اس قدر رواں
چہرہ علیؑ کا زرد تھا مانند زعفراں / دن بھر لگی نہ آنکھ ہوئے ایسے ناتواں
تھا زخم میں جو دردِ شہِ دیں پناہ کے / کاٹی تمام رات علیؑ نے کراہ کے

۵۷
ہے آگے یہ لکھا شبِ بست و یکم کا حال / آخر کیا وصیِّ محمدؐ نے انتقال
اندوہ اہلِ بیتِ نبیؐ کو ہوا کمال / اب آگے اے انیسؔ نہیں طاقتِ مقال
یارب دُعا مری بہ اجابت قبول ہو / شاہِ نجف کی جلد زیارت حصول ہو

سلام

مثالِ بدر جو حاصل ہوا کمال مجھے / گھٹا گھٹا کے فلک نے کیا ہلال مجھے
کمال شوقِ زیارت ہے اب کے سال مجھے / کریما ہند کی ظلمت سے اب نکال مجھے
بہ رنگِ سبزۂ بیگانہ باغِ دہر میں تھا / ترے سحابِ کرم نے کیا نہال مجھے
کریم جو تجھے دینا ہو بے طلب دیدے / فقیر ہوں پہ نہیں عادتِ سوال مجھے
نگاہ نامۂ اعمال پر جو کی پسِ مرگ / گنہگار نظر آیا بال بال مجھے
جو خضرِ بخت، مجھے کربلا میں پہونچا دے / نہ آئے خواب میں بھی ہند کا خیال مجھے
یہ ہم الفتیں بھی ہیں دنیا میں یادگار اے مرگ / مرا خیال تجھے اور ترا خیال مجھے
فلک میں سبزۂ بیگانہ اس چمن میں نہیں / یہ کیا روش ہے جو کرتا ہے پائمال مجھے
کبھو خوشی سے جو دنیا میں ایک دم گذرا / وہ صدمہ کش ہوں کہ برسوں رہا ملال مجھے
غمِ حسینؑ میں کہتا ہے زخمِ دل ہر دم / لہو جگر کا بہے گا، ہو اندمال مجھے
کسی کے سامنے کیوں جا کے ہاتھ پھیلاؤں / مرا کریم تو دیتا ہے بے سوال مجھے
پھڑک پھڑک کے مروں گا وہ نیم بسمل ہوں / فلک نے کند چھری سے کیا حلال مجھے
بھلا میں دوں قدِ اکبرؑ سے کس طرح تشبیہ / چمن میں سرو دکھائے تو اپنی چال مجھے
لہو بدن کا عرق ہو کے بہہ گیا سارا / ہوا یہ اپنے گناہوں سے انفعال مجھے

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com